2 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپورٹس 1963

پربھو
بنام
اسٹیٹ آف یو۔پی

8 مئی 1962

ایس۔کے۔داس، اے۔کے۔سرکار، اور ایم۔ہدایت اللہ، جسٹسز۔

ثبوت– قتل–ملزم کی آلمیہ پر خون آلود کلہاڑی اور کپڑوں کی برآمدگی–ملزم کے بیانات کہ کلہاڑی وہ تھی جس کے ساتھ اس نے قتل کیا تھا اور یہ کہ خون آلود کپڑے اس کے تھے–انڈین ایویڈنس ایکٹ، 1872 (1 آف 1872)، دفعہ 27۔

درخواست گزار پر مقدمہ چلایا گیا اور اسے ایک بی کے قتل کا مجرم قرار دیا گیا۔اس کے خلاف ثبوت واقعاتی تھے اور اس میں (1) بی کو قتل کرنے کا مقصد شامل تھا جو اس کے والد کے ساتھ مشترک تھا، (2) انسانی خون سے رنگی کلہاڑی، قمیض اور دھوتی کی برآمدگی اور (3) برآمدگی سے پہلے ایک سب انسپکٹر آف پولیس کو دیئے گئے اس کے بیانات کہ کلہاڑی وہ تھی جس سے اس نے بی کو قتل کیا تھا اور قمیض اور دھوتی اس کی تھی۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کوئی آزاد ثبوت پیش نہیں کیا گیا کہ کلہاڑی، قمیض اور دھوتی اپیل کنندہ کی تھی۔

منعقد: کہا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ کے بیانات نا قابل قبول ہیں اور بقیہ ثبوت اپیل کنندہ کے جرم کو سامنے لانے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ یہ بیانات ایک پولیس افسر کو دیے گئے قابل اعتراض تھے اور ان پر ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 25 اور 26 کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

یہ بیانات دفعہ 27 کے تحت قابل قبول نہیں تھے کیونکہ ان سے اس دفعہ کے معنی میں کوئی دریافت نہیں ہوئی تھی۔

پلوکوری کوٹایا بنام کینگ ایمپرر (1947) ایل آر 74 ای اے 651 پر بھروسہ کیا۔

ریاست یوپی بنام دیومان اپادھیائے (1961) 1 ایس سی آر 14، ممتاز۔

فوجداری اپیلیٹ دائرہ اختیار: 1962 کی فوجداری اپیل نمبر 50۔

الہ آباد ہائی کورٹ (لکھنؤ بنچ) کے 12 ستمبر 1961 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے

ذریعے اپیل 1961 کی فوجداری اپیل نمبر 494 میں کی گئی۔
درخواست گزار کی طرف سے نورالدین احمد۔
جواب دہندہ کی طرف سے جی۔سی۔ماتھر اور سی۔پی۔لال۔

3 مئی 1962. عدالت کا فیصلہ اس نے سنایا

ایس۔کے۔داس جسٹس: رائے بریلی کے فاضل سیشن جج نے اپیل کنندہ پر بھوپر اپنے ہی چچا کے قتل کے الزام میں مقدمہ چلایا اور اسے جرم کا قصوروار پایا اور اسے موت کی سزا سنائی۔ سزائے موت کی توثیق کے لئے ہائی کورٹ میں اپیل اور معمول کا ریفرنس تھا۔ ہائی کورٹ نے ایک ہی فیصلے کے ذریعے اپیل اور ریفرنس سے نمٹا۔ عدالت نے ریفرنس منظور کرتے ہوئے اپیل مسترد کرتے ہوئے سزا اور سزا کی توثیق کردی۔ اس کے بعد اپیل گزار نے ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم کے خلاف اپیل کرنے کے لئے اس عدالت سے خصوصی اجازت طلب کی اور حاصل کی۔ موجودہ اپیل اس عدالت کی طرف سے دی گئی اجازت کی تعمیل میں ہمارے پاس آئی ہے۔

جلد ہی کہا کہ اپیل کنندہ کے خلاف مقدمہ یہ تھا۔ درخواست گزار کے والد بدھائی کے سوتیلے بھائی بھگوان اہیر رائے بریلی ضلع کے باندی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ درخواست گزار اور اس کے والد بدھائی باندی سے تقریبا دو یا تین میل کی دوری پر گلریا نامی ایک اور گاؤں میں رہتے تھے۔ بھگوان کے پاس تقریبا چار بیگھہ چراگاہ اور سات بیگھہ زرعی زمین تھی۔ اس کا کوئی مردانہ مسئلہ نہیں تھا۔ ان کی کئی بیٹیاں تھیں جو شادی شدہ تھیں اور اپنے اپنے شوہروں کے مقامات پر رہتی تھیں۔ مارکا کے شواہد کے مطابق بھگوان کی عمر تقریبا 80 سال تھی، اور فیملی میں ان کی کھیتی میں مدد کرنے والا کوئی مرد رکن نہیں تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ بدھائی سارا سال گلریا گاؤں میں نہیں رہتا تھا، لیکن بنگال کے بردوان میں کسی نوکری میں لگا ہوا تھا۔ بھگوان کے قتل کی تاریخ سے تقریبا چار سال پہلے اپیل کنندہ اور اس کی ماں بھگوان کے ساتھ رہنے کے لئے آئے تھے۔ خیال یہ تھا کہ اپیل کنندہ بھگوان کی کھیتی میں مدد کرنے کے قابل ہوگا۔ تاہم درخواست گزار نے بھگوان کی زیادہ مدد نہیں کی اور استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ تقریبا ایک سال کے قیام کے بعد بھگوان نے انہیں گھر سے باہر نکال دیا۔ اس کے بعد درخواست گزار اور اس کی والدہ گاؤں گلریا واپس چلے گئے۔ استغاثہ کا مقدمہ یہ بھی تھا کہ بھگوان کے قتل سے تقریبا ڈیڑھ ماہ قبل اپیل کنندہ اور اس کے والد بھگوان کے پاس آئے تھے اور اپیل گزار کے والد نے بھگوان سے کہا تھا کہ وہ اپنی کچھ زمین اپیل گزار کو منتقل کردیں۔ بھگوان نے کہا کہ انہوں نے پہلے ہی اپیل

کنندہ کو ایک سال تک اپنے پاس رکھا تھا اور پایا تھا کہ اس کی کوئی مدد نہیں تھی۔ لہٰذا انہوں نے درخواست گزار کو کوئی زمین دینے سے انکار کر دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ بھگوان کی کچھ پوتیاں تھیں اور ان میں سے ایک کماری سرجو جس کی عمر تقریباً پانچ سال تھی، ان کے ساتھ رہ رہی تھی۔ بھگوان نے کہا کہ وہ اپنی زمین اپنی پوتی سرجو کو دے دیں گے۔

19 اور 20 مارچ، 1961 کی درمیانی رات کو بھگوان اپنی پوتی کے ساتھ چارپائی پر اپنے گھر کے سامنے سو رہے تھے۔ نائیکو (پی ڈبلیو1) بھگوان کے گھر سے کچھ ہی فاصلے پر سو رہا تھا۔ نائیکو بھگوان کا پڑوسی تھا۔ آدھی رات کے قریب نائیکو نے کچھ شور سنا اور بھگوان کو پکارا۔ کوئی جواب نہیں آیا۔ نائکو نے پھر جوتوں کی آواز سنی جیسے کوئی اس جگہ سے بھاگ رہا ہو۔ نائیکو نے کچھ دوسرے لوگوں کو بلایا اور اس جگہ کے قریب گئے جہاں بھگوان اپنی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ یہ پتہ چلا کہ بھگوان کے سر اور گردن پر بڑی تعداد میں چوٹیں تھیں، جن میں سے زیادہ تر چوٹیں غیر معمولی نوعیت کی تھیں۔ بھگوان پہلے ہی مر چکا تھا۔ بھگوان کے جسم سے بہنے والے خون سے رنگی چھوٹی بچی سرجو خود زخمی نہیں تھی۔ وہ چارپائی پر اچھی طرح سو رہی تھی اور بھگوان کے قتل کے وقت بیدار نہیں تھی۔ نائیکو نے پولیس اسٹیشن کو اطلاع دی کہ اس نے کیا سنا اور دیکھا تھا، پولیس اسٹیشن کا فاصلہ گاؤں باندی سے تقریباً آٹھ میل تھا۔ نائیکو نے جو جانکاری دی تھی اس میں کسی ملزم کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تھا کیونکہ نائیکو نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ بھگوان کا قتل کس نے کیا تھا۔

نائیکو کے ذریعہ دی گئی جانکاری پر مقامی پولیس نے جانچ شروع کی اور جب بھگوان کی نعش کو آخری رسومات کے لئے پوسٹ مارٹم کے بعد گاؤں واپس لایا گیا تو درخواست گزار گاؤں باندی کے برج لال (پی ڈبلیو2) کے پاس آیا۔ قتل کے بعد یہ تیسرا دن تھا۔ درخواست گزار نے برج لال سے کچھ پوچھ گچھ کی جس سے برج لال کو شک ہوا۔ سب انسپکٹر آف پولیس اس وقت گاؤں میں تھے اور انہیں اپیل کنندہ کی موجودگی کی اطلاع دی گئی تھی۔ اس کے بعد درخواست گزار سے پوچھ گچھ کی گئی اور استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ اپیل گزار نے کچھ بیانات دیے اور اپنے گھر سے ایک کلہاری، ایک قمیض اور ایک دھوتی پیش کی۔ ان میں خون کے دھبے پائے گئے اور بعد میں کیمیائی تجزیہ کار اور سیرولوجسٹ کی جانچ سے پتہ چلا کہ وہ انسانی خون سے رنگے ہوئے تھے۔ استغاثہ کے مقدمے کے مطابق 22 مارچ 1961 کو دو گواہوں لال بہادر سنگھ اور ولی محمد کی موجودگی میں خون سے رنگی ہوئی کلہاڑی اور خون آلود قمیص اور دھوتی کی برآمدگی کی گئی تھی۔

ہم نے اوپر جو بیان کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ کے خلاف مقدمہ واقعہ سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل پیش آنے والے مقصد سے متعلق ثبوتوں پر منحصر ہے جب اپیل کنندہ اور اس کے والد نے متوفی

سے کچھ زمین مانگی تھی، اور اپیل کنندہ کے گھر سے خون آلود کلہاڑی اور خون آلود قمیص اور دھوتی برآمد ہوئی تھی۔ درخواست گزار نے اس بات سے انکار کیا کہ اس نے اور اس کے والد نے واقعہ سے ڈیڑھ ماہ قبل متوفی سے کوئی زمین مانگی تھی۔ درخواست گزار نے اس بات سے بھی انکار کیا کہ اس نے اپنے گھر سے خون آلود قمیص اور دھوتی تیار کی تھی، یا انہیں سب انسپکٹر آف پولیس کے حوالے کیا تھا، انہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ کپڑے یا کلہاڑی ان کے ہیں۔ ان کا دفاع یہ تھا کہ وہ بردوان میں اپنے والد کے ساتھ رہ رہے تھے اور 21 مارچ 1961 کو گاؤں واپس آئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے خلاف مقدمہ دشمنی کی وجہ سے بنایا گیا ہے۔

درخواست گزار کے فاضل وکیل نے ہمیں اس معاملے میں شواہد کے ذریعے لے جایا ہے اور کہا ہے کہ اپیل کنندہ اور اس کے والد کے خلاف کچھ شک پیدا کرنے کے علاوہ، استغاثہ کی طرف سے دیئے گئے ثبوت کسی معقول شک سے بالاتر ثابت نہیں کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ قاتل تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ درخواست گزار کی جانب سے سب انسپکٹر آف پولیس کو خون آلود کلہاڑی اور خون آلود قمیض اور دھوتی کی برآمدگی کے سلسلے میں مبینہ طور پر دیئے گئے کچھ بیانات نا قابل قبول ہیں اور مندرجہ ذیل عدالتیں ان پر بھروسہ کرنے میں غلط تھیں۔ انہوں نے دلیل دی ہے کہ اگر ان بیانات کو غور سے خارج کر دیا جاتا ہے تو جو ثبوت باقی رہ جاتے ہیں وہ اپیل کنندہ کی سزا کی حمایت کے لئے ناکافی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اعتراضات درست ہیں اور ان کی حمایت کی جانی چاہیے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بھگوان کو اسی رات قتل کیا گیا تھا۔ پوسٹ مارٹم جانچ سے پتہ چلا ہے کہ اسے تیرہ چوٹیں آئی تھیں، جن میں سے گیارہ جسم کے مختلف حصوں پر لگی ہوئی تھیں۔ سر اور چہرے پر لگنے والی چوٹوں نے کھوپڑی کی ہڈیوں کو کاٹ دیا تھا اور پوسٹ مارٹم کرانے والے ڈاکٹر کی رائے تھی کہ بھگوان کی موت کھوپڑی کی ہڈیوں کے فریکچر اور ہیمرج اور صدمے کے نتیجے میں ہوئی تھی۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاگن کا قتل کیا گیا تھا۔ یہ بھی اتنا ہی واضح ہے کہ کسی نے نہیں دیکھا کہ بھگوان کو کس نے قتل کیا۔ نائیکو (پی ڈبلیو 1) کے ثبوت واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ نہ تو وہ اور نہ ہی دیگر افراد جنہیں انہوں نے پی اینڈ ڈبلیو کو اپیل کنندہ کہا تھا۔ بھگوان کے ساتھ سونے والا پوتا بھی گہری نیند میں تھا اور جب بھگوان کو چوٹیں آئیں تو وہ بیدار بھی نہیں ہوا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ بھگوان نے اس وقت چیخیں لگائی ہوں یا نہ ہوں جب انہیں چوٹیں آئیں۔ نائیکو کے ثبوت سے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ اس نے جوتے پہنے ہوئے شخص کے قدموں کی حرکت کی آواز کے علاوہ کوئی اور آواز سنی تھی۔

ہم مطمئن ہیں کہ محرک کے بارے میں ثبوت تسلی بخش ہیں۔ نائیکو (پی ڈبلیو 1) اور برج لال (پی

ڈبلیو2) دونوں نے مقصد کے بارے میں بتایا ہے۔ درخواست گزار اور اس کی ماں بھگوان کے ساتھ تقریباً چار سال پہلے رہے تھے تاکہ بھگوان کو اس کی کھیتی میں مدد فراہم کی جا سکے۔ تاہم درخواست گزار نے کوئی کام نہیں کیا اور اسے باہر نکال دیا گیا۔ نائیکو اور برج لال کے ثبوتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا دو گواہوں کے شواہد سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ درخواست گزار اور اس کے والد واقعہ سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل بھگوان کے پاس آئے تھے اور کچھ زمین مانگی تھی۔ بھگوان نے اپیل کنندہ کو کوئی زمین دینے سے انکار کر دیا۔ ہمیں لگتا ہے کہ یہ محرک ثابت ہو چکا ہے حالانکہ یہ اپیل کنندہ اور اس کے والد دونوں کو متاثر کرے گا۔

اس معاملے میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ خون سے رنگی کلہاڑی اور خون آلود قمیض اور دھوتی کی برآمدگی سے متعلق ثبوت زیادہ تسلی بخش نہیں ہیں اور مندرجہ ذیل عدالتوں نے اس بازیابی کے سلسلے میں درخواست گزار کے ذریعہ مبینہ طور پر دیئے گئے کچھ بیانات کو قبول کرنے میں غلطی کی ہے۔ ریکوری میمو کے مطابق درخواست گزار کی جانب سے مذکورہ بالا مضامین پیش کیے جانے کے وقت موجود دو گواہ لال بہادر سنگھ اور ولی محمد تھے۔ لال بہادر سنگھ سے استغاثہ کے گواہ نمبر 4 کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی۔ انہوں نے اپیل کنندہ کے ذریعہ اپنے گھر سے خون آلود اشیاء کی تیاری کے بارے میں ثبوت دیا۔ گواہ نے کہا کہ اپیل کنندہ نے گھر کے مشرقی حصے میں ایک ٹب سے اشیاء تیار کیں۔ تاہم گواہ نے یہ نہیں کہا کہ درخواست گزار نے بازیابی سے متعلق کوئی بیان دیا ہے۔ ولی محمد سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی گئی۔ ایک اور گواہ ڈوڈی بخش سنگھ سے استغاثہ کے گواہ نمبر 3 کے طور پر پوچھ گچھ کی گئی۔ اس گواہ نے بتایا کہ بازیابی سے تھوڑی دیر قبل سب انسپکٹر آف پولیس نے اپیل کنندہ کو حراست میں لے لیا اور اس سے پوچھ گچھ کی۔ اس کے بعد اپیل گزار نے بتایا کہ جس کلہاڑی سے قتل کیا گیا تھا اور اس کی خون آلود قمیض اور دھوتی گھر میں تھی اور اپیل کنندہ انہیں پیش کرنے کے لئے تیار تھا۔ وہ بیانات جن پر ڈوبی بخش (پی ڈبلیو3) نے گواہی دی تھی، ثبوت کے طور پر قابل قبول نہیں تھے۔ وہ ایک پولیس افسر کے سامنے دیئے گئے قابل اعتراض بیانات تھے اور انہیں انڈین ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 25 اور 26 کے تحت نشانہ بنایا گیا تھا۔ یہ بیان کہ کلہاڑی وہ تھی جس کے ساتھ قتل کیا گیا تھا، ایسا بیان نہیں تھا جس کی وجہ سے ثبوت ایکٹ کی دفعہ 27 کے معنی میں کوئی انکشاف ہوا ہو۔ اور نہ ہی درخواست گزار کا یہ مبینہ بیان کہ خون آلود قمیض اور دھوتی اس کی ہے، ایک بیان تھا جس کی وجہ سے دفعہ 27 کے معنی میں کوئی انکشاف ہوا۔ دفعہ 27 میں کہا گیا ہے کہ جب کسی پولیس افسر کی تحویل میں کسی جرم کے ملزم شخص سے حاصل کردہ معلومات کے نتیجے میں کوئی حقیقت سامنے آتی ہے اور اس کا پتہ چلتا ہے، تو اس طرح کی بہت سی معلومات، چاہے وہ اعتراف کے مترادف ہو یا نہ ہو، جیسا کہ اس حقیقت سے واضح طور پر متعلق ہے، اس طرح دریافت کو ثابت کیا

جاسکتا ہے۔ پلوکوری کوٹایا بنام کینگ ایمپرر((1947) ایل آر 16574) میں نجی کونسل نے دفعہ 27 کی صحیح تشریح پر غور کیا اور کہا:

دفعہ کے اندر دریافت ہونے والی حقیقت کو پیدا ہونے والی شے کے مساوی سمجھنا غلط ہے۔ دریافت شدہ حقیقت اس جگہ کو گلے لگاتی ہے جہاں سے شے تیار کی جاتی ہے اور اس کے بارے میں ملزم کا علم ہوتا ہے، اور دی گئی معلومات اس حقیقت سے واضح طور پر متعلق ہونی چاہئے۔ تیار کردہ شے کی ماضی کے صارف، یا ماضی کی تاریخ کے بارے میں معلومات اس ترتیب میں اس کی دریافت سے متعلق نہیں ہے جس میں اسے دریافت کیا جاتا ہے ۔ حراست میں لیے گئے ایک شخص کی جانب سے فراہم کی گئی معلومات کہ میں اپنے گھر کی چھت میں چھپا کر چاقو تیار کروں گا' چاقو کی دریافت کا باعث نہیں بنتا۔ چاقو کئی سال پہلے دریافت ہوئے تھے۔ اس سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ مخبر کے گھر میں ایک چاقو چھپا ہوا ہے، اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ چاقو جرم کے ارتکاب میں استعمال کیا گیا تھا، تو دریافت کردہ حقیقت بہت متعلقہ ہے ۔ لیکن اگر اس بیان میں وہ الفاظ شامل کیے جائیں جن کے ساتھ میں نے اے کو چاقو مارا تھا، تو یہ الفاظ نا قابل قبول ہیں کیونکہ ان کا تعلق مخبر کے گھر میں چاقو کی دریافت سے نہیں ہے۔(صفحہ 77)

لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ مندرجہ ذیل عدالتوں نے اپیل گزار کے مبینہ بیان کو ثبوت کے طور پر قبول کرنے میں غلطی کی کہ کلہاڑی کا استعمال قتل کرنے کے لیے کیا گیا تھا یا یہ بیان کہ خون آلود قمیض اور دھوتی اس کی تھی۔ اگر ان بیانات کو خارج کر دیا جائے اور ہم سمجھتے ہیں کہ انہیں خارج کر دیا جانا چاہیے، تو صرف ایک ثبوت باقی رہ جاتا ہے کہ اپیل گزار نے گھر سے خون آلود کلہاڑی اور کچھ خون آلود کپڑے پیش کیے۔ استغاثہ نے یہ ثابت کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہیں دیا کہ کلہاڑی اپیل کنندہ کی تھی یا خون آلود کپڑے اس کے تھے۔

لہٰذا ہمارے سامنے سوال یہ ہے۔ کیا خون آلود کلہاڑی اور کپڑوں کی تیاری اس مقصد کے بارے میں شواہد کی روشنی میں پڑھی گئی ہے جو اس نتیجے پر پہنچنے کے لئے کافی ہے کہ اپیل کنندہ قاتل ہونا چاہئے؟ یہ بات اچھی طرح طے شدہ ہے کہ واقعاتی شواہد کو ایک ایسے نتیجے پر پہنچنے کے لئے ہونا چاہئے جو کسی بھی معقول مفروضے پر صرف ملزم شخص کے جرم سے مطابقت رکھتا ہو نہ کہ اس کی بے گناہی کے ساتھ۔ اس معاملے میں الزام لگایا گیا مقصد نہ صرف اپیل کنندہ پر بلکہ اس کے والد پر بھی کام کرے گا۔ اپیل کنندہ کے ذریعہ صرف خون آلود اشیاء کی تیاری سے کوئی اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا کہ اپیل کنندہ نے قتل کا ارتکاب کیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی اور نے قتل کا ارتکاب کیا تھا اور خون آلود اشیاء گھر میں رکھی ہوئی تھیں، تب بھی سب انسپکٹر آف پولیس کے ذریعہ پوچھ گچھ کے دوران اپیل کنندہ خون آلود اشیاء پیش کر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پیشی کی

حقیقت صرف اپیل کنندہ کے جرم پر مشتمل ہے اور اس کی بے گناہی سے لاتعلق ہے۔ ہماری رائے ہے کہ اس معاملے میں واقعاتی شواہد کا سلسلہ مکمل نہیں ہے اور استغاثہ نے بدقسمتی سے روابط کو چھوڑ دیا ہے، شاید اس وجہ سے کہ استغاثہ نے درخواست گزار کو کچھ بیانات دینے کا مختصر طریقہ اختیار کیا ہے جو واضح طور پر ناقابل قبول ہیں۔

مدعا علیہ کے وکیل نے ہمیں بتایا ہے کہ ریاست اتر پردیش بنام دیومن اپادھیائے ((1961) آئی ایس سی آر 14) میں اس عدالت نے خون آلود ہتھیار کی تیاری کو کافی ثبوت کے طور پر قبول کیا ہے۔ ہم متفق ہونے سے قاصر ہیں۔ اس معاملے میں واقعاتی سلسلہ صرف گنڈاسا کی پیداوار پر منحصر نہیں تھا، بلکہ دیگر حالات پر بھی منحصر تھا۔ عدالت نے اس معاملے میں کہا کہ حالات کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے اور فیصلہ صرف خون آلود ہتھیار کی تیاری پر آگے نہیں بڑھا ہے۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر ہم اپیل کی اجازت دیں گے اور اپیل کنندہ کے خلاف دی گئی سزا اور سزا کو کالعدم قرار دیں گے۔ درخواست گزار کو اب فوری طور پر رہا کیا جانا چاہئے۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
I attest to the accuracy and
authenticity of this document

12.06.24